

۹۲/۲۸۷-۲۸۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارے میں



(۱) دوران نماز اگر کسی نے ہاتھ باندھنے کے بارے میں ایک مولانا سے دوران وعظ یہ بات سنی کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ ”اگر آدھا ہاتھ ناف سے نیچے اور آدھا ہاتھ ناف سے اوپر باندھ لیا جائے تو ہاتھ باندھنے والی دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جائے گا“ جب مفتی صاحب سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس وقت میرے علم میں نہیں ہے کہ یہ کہاں ہے البتہ اگر تم اس کی تصدیق چاہتے ہو تو دارالافتاء سے رابطہ کر کے پوچھ لو، چنانچہ اس سلسلے میں آنجناب سے رابطہ کر رہا ہوں، آپ حضرات اس بارے میں راہنمائی فرمائیں کہ اس طرح کرنے سے سنت طریقے پر عمل ہو جائے گا؟ کیونکہ ذہن میں یہ بات اٹھتی ہے کہ اس طرح تو کسی ایک حدیث پر بھی عمل نہیں ہوگا، کیونکہ ایک حدیث ناف سے نیچے کی ہے اور دوسری حدیث ناف سے اوپر کی، اور اس صورت پر عمل کرنے میں ہاتھ نہ تو ناف سے اوپر ہے اور نہ ناف سے نیچے۔

نیز! یہ بات بھی سنی کہ ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے والی احادیث بنسبت ناف سے اوپر باندھنے والی احادیث کے ضعیف ہیں، صحیح مسئلے کی طرف

نشانہی فرمائیں۔

(۲) نبی اکرم ﷺ نبوت ملنے سے پہلے کس شریعت کی اتباع کرتے تھے؟ آپ ﷺ کی عبادت کیا تھی؟

(۳) اس دور میں غلام، باندی کا وجود ہے یا نہیں؟ اگر کوئی مسلم ملک کسی غیر مسلم ملک پر حملہ کر کے ان کی عورتوں کو پکڑ لائے تو کیا یہ باندیاں ہوں گی؟ اس طرح مجاہدین جو چھاپہ مار کاروایاں کرتے ہیں، اگر ان معرکوں میں وہ کفار کی عورتیں پکڑ لائیں تو ان پر باندیوں والے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟

نوید قاسم، محمد علی صدیقی

ڈسکہ، سیالکوٹ

جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ ہو



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الرَّابِعُ حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

۱- آدھا ہاتھ ناف سے نیچے اور آدھا ہاتھ ناف سے اوپر باندھنے کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کوئی قول یا روایت تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملی۔ واضح رہے کہ غز میں ناف سے اوپر اور ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے متعلق دونوں طرح کی روایات موجود ہیں، اکثر روایات میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے جبکہ کچھ روایات ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کے متعلق بھی موجود ہیں، اسی بنا پر امام ترمذی رحمہ اللہ نے ناف سے نیچے اور اوپر دونوں جگہ ہاتھ باندھنے کو جائز قرار دیا ہے۔

ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے متعلق کئی صحابہؓ اور تابعینؓ کی روایات اور اقوال موجود ہیں، جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت (ات من سنتہ الصلوة وضع الیمین علی الشمال تحت السترة) الفاظ کے رد و بدل کے ساتھ "ابوداؤد"، "السنن الکبریٰ للبیہقی"، "مسند احمد"، "مسائل ائمن بن حنبل"، "مصنف ابن ابی شیبہ"، "دارقطنی" میں مذکور ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت "السنن الکبریٰ للبیہقی" میں، وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت اور ابو جہز، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی روایتیں "مصنف ابن ابی شیبہ" میں مذکور ہیں، (مذکورہ بالا سب حضرات کی روایتوں میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی صراحت موجود ہے)۔

جبکہ ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل اور دیگر روایات کتب حدیث میں وارد ہیں، لیکن ان کے مقابلے میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے متعلق وارد ہونے والی روایات کو ترجیح حاصل ہے۔

جیسا کہ اعلاء السنن میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قولی روایت ہے اور بیسنے پر ہاتھ باندھنے کے متعلق وارد ہونے والی روایات فعلی ہیں، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کو سنت سے تعبیر کیا ہے

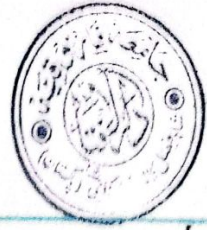
جبکہ اس کے علاوہ (ناف سے اوپر) سینے پر ہاتھ باندھنے کے متعلقہ روایات سے اسے اذنیال پر مبنی ہیں جن سے ان کا عمومی ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس فعل پر حواظت اور پابندی کرنا معلوم نہیں ہوتا، اس کے علاوہ قیاساً بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو ترجیح حاصل ہے، اس لئے کہ تعظیم کے وقت ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔

بعض حضرات نے ان روایات پر کلام کیا ہے جن میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے، لیکن محدثین کرام اور فقہاء عظام نے ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت (جس میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کو سنت سے تعبیر کیا ہے) "مسند احمد میں موجود ہے، اور بعض حضرات نے اس پر کلام کیا ہے، لیکن کنز العمال کے خطبہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ "مسند احمد میں جو روایت بھی ہو وہ مقبول ہے، اس لئے کہ "مسند احمد" میں جو ضعیف روایت بھی ہو وہ بھی حسن کے درجہ میں ہوتی ہے، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "تجريد زوائد مسند بنابر" میں لکھا ہے کہ جو روایت مسند احمد میں مذکور ہو اس کو کسی دوسری کتاب کی طرف منسوب کرنے کی حاجت نہیں۔ اس کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کسی کتب حدیث (جو اوپر ذکر کی گئی ہیں) میں مذکور ہے، یہ بھی حدیث کے قوی ہونے کی علامت ہے، اور حضرت ابوہریرہ، حضرت انس، حضرت عائشہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہم کی روایات سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو تائید حاصل ہوتی ہے، اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کی اسناد سے مروی ہے، جو کہ حدیث کے قوی ہونے کی علامت ہے۔

لہذا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں وارد ہونے والی روایات ناف سے اوپر اور سینے پر ہاتھ باندھنے کے متعلقہ وارد ہونے والی روایات کی بنیاد قوی ہیں، اور انہی پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

بقیہ منسلکہ ورق پر ملاحظہ ہو۔



عن قبيصة بن وهاب عن أبيه قال: كان رسول الله  
صلّى الله عليه وسلّم يؤمنا فيأخذ شماله  
بيمينه. قال وفي الباب... قال أبو عيسى  
حديث هلب حديث حسن، والعمل على هذا عند أهل العلم  
من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلّم والتابعين ومن  
بعدهم يرون أن يضع الرجل يمينه على شماله في  
الصلاة، و رأى بعضهم أن يضعها فوق السترة، و رأى  
بعضهم أن يضعها تحت السترة، و حل ذلك واسع عندهم.  
(الجامع للترمذي، كتاب الصلاة، باب في وضع اليمنى على الشمال في الصلاة: ١٠٥٥، ١٠٥٦)

أن علياً رضي الله عنه قال: من السنة وضع الكف  
على الكف في الصلاة تحت السترة. (الوداود، كتاب الصلوة،  
باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة: ١/١١٤، ط: إمداديه)  
وفي عمدة القاري:

واخرج صاحب (الهداية) لأصحابنا في ذلك بقوله  
صلى الله عليه وسلّم: إن من السنة وضع اليمنى على  
الشمال تحت السترة. قلت هذا قول علي بن أبي طالب،  
وارساده إلى النبي صلى الله عليه وسلّم غير صحيح، وإنما  
رواه أحمد في (مسنده) والدارقطني، ثم البيهقي من  
جهته في (سنينهما) من حديث أبي حنيفة عن علي  
رضي الله تعالى عنه. أنه قال: أت من السنة وضع الكف  
على الكف تحت السترة، وقول علي إن من السنة هذا  
اللفظ يدخل في المرفوع عندهم وقال أبو عمر في (التفصيح)  
واعلم: أن الصحابي إذا أطلق اسم السنة، فالمراد  
بها سنة النبي صلى الله عليه وسلّم - - -

فإن قلت : سلمنا هذا ، ولكن الذي روي عن عليّ فيه مقال  
لأن في سنده عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي ، قال أحمد : ليس  
بشيئ ، منكر الحديث ، قلت : روى أبو داود وسكت عليه ، ويعضده  
ما رواه ابن حزم من حديث النس : من أخلاق النبوة وضع  
اليمن على الشمال تحت السترة ، وقال الترمذي العمل عند  
أهل العلم . . . . . إلى

(أول صفات الصلوة ، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلوة : ١٥ / ١٤ ، دار الكتب العلمية)  
وفي أبي داود :-

أن علياً رضي الله عنه قال : من السنة وضع الكف على الكف في الصلوة  
تحت السترة . وفي بذل المجهود :- رواه أبو داود وأحمد ، وقال  
الشوكاني الحديث ثابت في بعض نسخ أبي داود . . . . . وفي إسناده  
عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي وهو ضعيف ، انتهى ، قلت : وفي  
إسناده زياد بن زيد وهو مجهول ، ولكن أخرج الدارقطني  
وغیره بثلاثة أسانيد ، روى في سنده عن عبد الرحمن  
بن إسحاق عن زياد بن زيد عن أبي حنيفة عن عليّ .  
وروى في السند الثالث عن عبد الرحمن بن إسحاق  
عن النعمان بن سعد عن عليّ رضي الله عنه ، فلا يفتّر  
جهالة زياد بن زيد . وأما ضعف عبد الرحمن فقد  
ينحصر بما أخرجه ابن أبي شيبة . . . . . عن عليّ  
بن وائل بن حجر عن أبيه ، قال : رأيت النبي صلى الله  
عليه وسلم ليضع يمينه على شماله تحت السترة . . . . .  
قال الشيخ النيهوي : قال الحافظ قاسم بن قطلوبغا  
. . . . . هذا سند جيد . . . . . وقال العلامة محمد أبو الطيب  
المدني في شرح الترمذي : هذا حديث قوي من حيث السند .



وأخرج ابن أبي شيبة في هذا الباب . . . عن إبراهيم  
قال: ليضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السترة.  
وأيضاً أخرج ابن أبي شيبة . . . قال سمعت أبا محمد  
وسألتهم، قال: قلت كيف أضع يداي  
كأن يمينه على ظاهر كفة شماله . ويجعلها أسفل  
من السترة . . . . . وأيضاً سيأتي ما أخرجه أبو داود  
عن أبي وائل، قال أبو بصير: أخذ الكف على الكف  
في الصلوة تحت السترة .

وقال الشيخ النيهوي منها ما أخرجه ابن حزم في المحلى  
تعليقاً عن عائشة، أنها قالت: ثلاث من النبوّة . . . . .  
(أي أن قالت) ووضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلوة،  
وعن أنس مثل هذه . (أبواب صفة الصلوة، باب وضع  
اليمنى على اليسرى في الصلوة: ٢٣/٢، ط: إمداد) .  
وفي إمداد السنن :-

آن علياً رضي الله عنه قال: السنة وضع الكف على  
لكف في الصلوة تحت السترة .

وكتب رحمه الله في شرح هذا الحديث :- والحديث المذكور  
في مسند أحمد أيضاً، وقال السيوطي في خطبة كنز العمال، وكل  
ما كان في مسند أحمد فهو مقبول، فإن الضيف الذي فيه  
يقرب من الحسن . . . . . وقال الحافظ ابن حجر في كتابه  
تحرير زوائد مسند البزار، إذا كان الحديث في مسند أحمد لم يكن  
إلى غيره من المسانيد .

وفيه، فنقول إن حديث علي رضي الله عنه أرجح منه  
عندنا لما فيه من التصريح بأن وضع اليدين تحت السترة من  
السنة .

وأحاديث الصدر عليها من قبيل الأفعال لا يثبت منها أدنى  
الوضع على الصدر مستاناً واطب عليها النبي صلى الله عليه وسلم  
وإنما هي حكاية أحوال لا عموم لها . . . . . فكان  
الأخذ بحديث السِّتْرَةِ <sup>تحت</sup> أولى ، وغيره فحول على بيان الجواز  
عندنا ، والقياس أيضاً يرجح الوضع تحت السِّتْرَةِ ، لأنَّه المعهود  
حال قصد التنظيم .

كتاب الصلاة ، وضع اليدين تحت السِّتْرَةِ وكيفيته : ١٩٣/٢ ، ١٩٤ ، ط : رادارة القرآن

٢- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ملنے سے پہلے کس شریعت کی پیروی  
کرتے تھے ؟ اس کے بارے میں حضرات ائمہ کی دو رائے ہیں ، بعض  
حضرات محدثین فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ملنے سے پہلے  
شریعت ابراہیمی کی اتباع کرتے تھے جبکہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
کو نبوت ملنے سے پہلے بھی آپ کسی خاص نبی کی شریعت کی اتباع نہیں  
کرتے تھے بلکہ جو عمل بھی آپ کو کشف کے ذریعہ بتایا جاتا تو آپ وہ اختیار  
کیا کرتے تھے ؟ ”الدم المختار“ میں اسی قول کو مختار کہا ہے ، ”ادب المفہر الفائق“  
میں اسے جمہور کا قول قرار دیا ہے ۔

نیز : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت اپنے آپ کو اللہ کے  
لیئے فارغ کرنا اور اللہ کی قدرت کے متعلق سوچ بچار کرنے پر مشتمل تھی ۔

قولہ (غیتخت) ہی بمعنی یتختف أي یشح الخفية ، وہی دین ابراہیم

(فتح الباری ، کتاب بد الوحي ، باب : ١٤٣ / ٣٠ ، قدیمی)

(و کذا فی عمدة القاری ، کتاب بد الوحي ، باب : ٣ ، ج : ٩٢ ، دار الکتب العلمیة)

تو ہل کان قبل البیئة فتعبداً بشرح أحد ؟ المختار  
لا بل کان یعمل بما ظہر له من الکشف الصادق من  
شریعت ابراہیم وغیرہ . قولہ : (المختار عندنا لا) لسیہ فی  
التقریر الاکملی الی محقق اصحابنا ، قال لأنَّه علی الصلاة  
والسلام قبل الرسالتی فی مقام النبوة لم یکن من أمتہ نبی قط .



وعزاه في النهر أيضا إلى الجمهور، واختار المحقق ابن الهمام في  
التحرير أنه كان متعبدا بما بهما ثبت أنه شرع لا على المنصوص،  
وليس هو من قومهم . . . . .

وعندي أن هذا التبعيد يشتمل على ألوان من الانزال عن  
الناس والأقطاع إلى الله والأقطار .

(الدرر مع الرد، كتاب الصلاة، مطلب: في تعبد عليه الصلاة والسلام

قبل البعثة ١١/٣٥٨، ط: سعيد)

۳- موجودہ دور میں مسلم ممالک اور غیر اسلامی ممالک کے مابین یہ معاہدہ ہوا  
ہے کہ کوئی کسی کو جنگ سے گرفتار کر کے غلام نہیں بنائے گا، لہذا اس معاہدہ کی پاسداری  
کرنی لازم ہے، اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کافر کو غلام بنا لے۔  
تاہم: یہ (غلام بنانا) منسوخ نہیں ہوا بلکہ فقط ایک معاہدہ ہے۔

وینبغي أن يتنبه هنا إلى الشيء مهم، وهو أن أكثر العالم قد أحدثت معاهدة  
فيما بينها، وقررت أنها لا تسترق أسيرًا من أسارى الحروب، وأكثر  
البلاد الإسلامية اليوم من شركاء هذه المعاهدة، ولا سيما أعضاء الأمم المتحدة  
فلا يجوز لمملكة إسلامية اليوم أن تسترق أسيرًا ما دامت هذه المعاهدة  
باقية (تكملة فتح الملهم، كتاب العتق: ١/٢٤٢، ط: مكتبة دار العلوم كراچی)

(وكذا في محارف القرآن: السورة: محمد: ١/٢٤١، ط: إدارة المعارف) فقط

والله تعالى أعلم بالصواب

کتبہ: محمد جہا نگیر بالاکوٹی

التخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكرة الشبي

١٤٣١ هـ / ١١ / ٥

الخواجه محمد  
الحق

٢١٢٣ / ١١ / ٢٠

محمد  
الحق

١٥ / ١١ / ٣١

